دار العلوم حقانیہ ـــ مختصر تاریخی جائزہ

پروفیسر افضل رضا صاحب، اکوڑہ خٹک

حضرت شیخ ؒ دیوبند میں تقریباً چار سال مدرس رہے۔ بقول جناب رحمان گل صاحب ناظم حقانیہ ؒ میں نے دیگر طلباء کے ساتھ حمداللہ، مشکوٰۃ شریف، طحاوی اور دیگر کتب آپ سے دار العلوم دیوبند میں پڑھیں۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد غیر یقینی صورت حال کے پیش نظر دیوبند جانے کا ارادہ ملتوی کیا۔ آپ کے والد بزرگوار الحاج معروف گل صاحبؒ بھی آپ کے جانے پر راضی نہ تھے۔ حالانکہ آپ کی خاطر حفاظتی انتظامات اور سرکاری سطح پر سفری معاملات نبھانے کی ذمہ داری حضرت مدنیؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اپنے ذمے لی تھی ـــ بہرکیف نہایت بے سروسامانی کے عالم میں آپ نے اپنے گھر سے متصل مسجد (محلہ گگے زئی) میں ستمبر ۱۹۴۷ (۱۳۶۶ھ) میں درس و تدریس کا آغاز شروع کیا۔ سفری رکاوٹوں سے مجبور دیوبند میں پڑھنے والے افغان طلباء اور پاکستانی اس نئی درسگاہ میں حضرت شیخؒ سے دورہ حدیث مکمل کرنے لگے جو جلد ہی دار العلوم حقانیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

دار العلوم حقانیہ کے ابتدائی چند سال

۱۹۴۷ء میں جن آٹھ طلباء نے حضرت شیخؒ کی نئی قائم کردہ درسگاہ میں دورہ حدیث میں شرکت کی اور فارغ التحصیل ہوئے ان کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ سالِ اوّل کے طلباء۔

(۱) مولوی حیات شاہ (چترال) (۲) مولوی فضل الٰہی (چترال)
(۳) مولوی عبدالجمیل (لوند خوڑ) (۴) قاری غفران الدین (مردان)
(۵) مولوی امیر خان (آدم زئی) (۶) مولوی احسان اللہ (ھشنڈ کوئی)
(۷) قاری عبدالغفار افغانی (۸) مولوی عبدالرزاق گردی (چارسدہ)[1]

مولانا سلطان محمود دار العلوم کے پہلے ناظم اور مولانا گل رحمان نائب ناظم تھے۔

طلباء کا خواب یہاں اس بات کا ذکر بیجا نہ ہوگا کہ مندرجہ بالا طلباء میں سے بعض نے حضرت شیخؒ کی سرکردگی میں قائم ہونے والی درسگاہ کا خواب دیکھا تھا۔ جو جلد ہی سچ ثابت ہوا (بقول مولانا محمد عمر خان مردان) سال اوّل ۱۹۴۷ء کے دوران حضرت شیخؒ اس نئی درسگاہ کے واحد مدرس تھے۔

ابتدائی لنگر کا یہ عالم تھا کہ دو سیر آٹا بازار میں پکتا اور سالن حضرت شیخؒ کے گھر سے آتا سالن کی فراہمی کا یہ سلسلہ تھوڑا بہت ۱۹۹۰ تک آپ کے گھر سے جاری رہا۔ (بقول گل رحمان صاحب)

سال دوم کے طلباء۔

۱۹۴۸ء میں دار العلوم حقانیہ میں ۲۴ طلباء داخل تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ یہ حضرات ۱۳۶۷ھ/۱۳۶۸ھ میں فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

(۱) سید نواز صاحب (گرٹھی کپورہ) (۲) عبدالرؤف صاحب (باجوڑ)
(۳) نور محمد صاحب (چندن) (۴) خلیل الرحمن صاحب (دلبوڑی)
(۵) لطف الرحمن صاحب (جہانگیرہ) (۶) سید غفور صاحب (کالوخان)
(۷) زین العابدین صاحب (شیرپلم) (۸) بہاؤ الدین صاحب (گرم سر)
(۹) سلطان محمود صاحب (ناظم، ملکئی) (۱۰) عبدالحمید صاحب (شیدو)
(۱۱) لطف الرحمن صاحب (تمبولک) (۱۲) سید شوکت احمد صاحب (پیرآباد)
(۱۳) محتشم صاحب (بڈھ بیر) (۱۴) فضل واحد صاحب (میاں آباد)
(۱۵) محمد انور صاحب (چلس) (۱۶) فضل واحد صاحب (سنخاکوٹ)
(۱۷) سید حسن صاحب (حکیم خیل) (۱۸) زیارت شاہ صاحب (ازاخیل)
(۱۹) عبدالصمد صاحب (ٹانک) (۲۰) ضیاء الحق صاحب (چترال)
(۲۱) عبدالوہاب صاحب (افغانی) (۲۲) حبیب اللہ صاحب (سوات)
(۲۳) حافظ صاحبزادہ محمود صاحب (نپیالہ) (۲۴) گل رحمان صاحب (ناظم) پیر سباق

فہرستوں سے جہاں ابتدائی سالوں میں دار العلوم حقانیہ کے طلباء کی تعداد کا اظہار مقصود ہے وہاں یہ بات بھی قارئین کرام کو بتانی ہے کہ ابتدائی ہی میں حضرت شیخؒ کی اس نئی قائم کردہ درسگاہ میں طالبان علوم دینیہ کس قدر دور دراز علاقوں سے پہنچتے تھے۔ حالانکہ ابتدائی سالوں میں قیام

---

[1] راقم الحروف نے دار العلوم کے داخلے کے رجسٹر سے یہ نام تحریر کئے ہیں۔

طعام کا بندوبست نہایت مشکل تھا۔ اکثر طلباء اکوڑہ خٹک کی دیگر مساجد میں قیام پذیر ہوتے۔ اہالیان اکوڑہ وظیفے کی صورت میں ان کے طعام کا بندوبست کرتے یہ مبارک سلسلہ آج تک جاری ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کے موجودہ ناظم جناب گل رحمان صاحب (جو خود اس وقت دارالعلوم کے طالب علم تھے)، نے راقم الحروف کو بتایا کہ ۱۹۴۸ء میں حضرت شیخ رح بخاری شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد، طحاوی، موطین پڑھایا کرتے تھے اس سال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم، ممتاز عالم دین روحانی پیشوا جناب سید بادشاہ گل صاحبؒ بھی اعزازی طور پر دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ میں شامل ہوتے۔ دارالعلوم حقانیہ کے طلباء آپ سے باباجی کی مسجد میں مسلم شریف پڑھنے کے لیے جاتے اس سال دیگر اساتذہ میں ڈاکٹر حافظ مولانا محمد اسرار الحق شیخ صدیقی صاحب فاضل دیوبند متنبی پڑھاتے تھے اور میاں محمد فیاض فقہ، اصول فقہ، مولانا محمد شفیق صاحب (ساکن مغلکی) منطق کی کتب اور رسائل پڑھاتے تھے۔

دارالعلوم حقانیہ کا پہلا سالانہ اجتماع

دارالعلوم حقانیہ کے قیام کے بعد کئی سال تک متواتر اس کے سالانہ اجتماع ہوتے رہے۔ ان اجتماعات میں جہاں دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کا اہتمام ہوتا۔ وہاں ملک اور بیرون ملک کے جید علمائے دین اور مشائخ عظام اپنی جامع تقاریر سے سامعین کو مستفید فرماتے۔ کافی عرصے سے سالانہ اجتماع کا یہ سلسلہ بوجوہ منقطع ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا پہلا سالانہ اجتماع اس کے ابتدائی مقام (مسجد گکے زئی) ۱۹۴۸ء میں منعقد ہوا۔ اس میں سال ۱۹۴۷ء کے پہلی نشست الحمد ۱۹۴۸ء کے ۲۴ فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کی گئی ان طلباء کی فہرست گزشتہ صفحات میں درج ہے۔ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب (غور غشتی) نے صدارت فرمائی تھی۔ مولانا شمس الحق صاحب افغانی رح صاحب اور مولانا احمد علی لاہوری صاحب نے بھی اس میں شرکت فرما کر خطاب کیا تھا۔ اس سہ نشتی اجتماع میں ایک نشست پشتو مشاعرے کے لئے وقف تھی۔ رات کو منعقد ہونے والے مشاعرے میں دیگر شعراء کے علاوہ اکوڑہ کے جناب محمد زمان خان خٹک، عبدالرزاق سنگین اور سراج الاسلام سراج نے اپنا کلام سنایا تھا۔

دوسرا اجتماع

۱۹۴۹ء میں دارالعلوم حقانیہ کا دوسرا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ یہ اجتماع مسجد کی بجائے حاجی صاحب کے بازار کے قریب میدان میں ہوا تھا۔ جہاں آج کل حاجی رحمان اللہ کا گودام ہے۔ ایک نشست کی صدارت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رح نے فرمائی۔ آخری نشست کی صدارت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمائی۔ دوسری نشست رات کے وقت پشتو مشاعرے کے لیے مخصوص تھی۔ ان حضرات کے علاوہ اس اجتماع میں حضرت بادشاہ گل صاحبؒ فرزند حاجی صاحب ترنگزئی رح، مفتی محمد نعیم صاحب، مولانا محمد علی جالندھری صاحبؒ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ اس سال دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ۲۳ طلباء کی دستار بندی ہوئی۔ بروایت مولانا گل رحمان صاحب ناظم دارالعلوم حقانیہ۔

تیسرا مگر سب سے بڑا پہلا اجتماع

دارالعلوم حقانیہ کا سب سے بڑا پہلا اجتماع ۲۷، ۲۸ مئی ۱۹۵۰ء کو اکوڑہ خٹک کے اس مقام پر ہوا جہاں آجکل عباس مارکیٹ واقع ہے اس وقت یہ کشادہ میدان تھا۔

پہلی نشست ۲۷ مئی ۱۹۵۰ء کو بعد از دوپہر تا وقت عصر پہلی نشست منعقد ہوئی۔ صدارت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب نے فرمائی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز کیا۔ اس وقت آپ ۱۲ سال کے تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد بزرگوار م مولانا روح الامین صاحب نے پشتو میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ بعدازاں اکوڑہ خٹک کے سادات خاندان کے چشم و چراغ جناب سید غلام علی شاہ صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا۔ طلباء کی جانب سے جناب سید تقویم الحق صاحب نے عربی زبان میں سپاسنامہ پیش کیا۔ بعدازاں علاقہ خٹک کے خان لالے جناب محمد زمان خان خٹک مرحوم نے خطاب کیا۔ خطاب میں مقام جلسہ کے قریب واقع دو کنال زمین دارالعلوم حقانیہ کے لیے وقف کرنے کا اعلان کیا اور اس امید کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ ایک نہ ایک روز اس مختصر سی آبادی کو مدینۂ علم بننے کا شرف حاصل ہوگا۔

دوسری نشست اسی روز بعد از نماز عشاء پشتو مشاعرے کے لیے وقف تھی۔ بعد از نماز عشاء مشاعرے کا آغاز ہوا۔ صدارت پشتو زبان کے مشہور شاعر اور ادیب اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن جناب عبدالخالق خلیق صاحبؒ نے کی۔ مصرع طرح تھا ع

راشه چه په نور د قرآن ټول جهان روښانه کړو

(آؤ کہ نورِ قرآنی سے ساری دنیا کو منور کریں)

جن شعراء نے اس تاریخی مشاعرے میں شرکت کی اور اپنے اشعار میں اس دینی مرکز اور اس کے بانی کو خراج عقیدت پیش کیا ان میں

(۱) صدر مشاعرہ جناب عبدالخالق خلیق مرحوم (۲) جناب عثمان گل استاد (ساکن زیارت کاکا صاحب) (۳) جناب سید غلام علی شاہ مظہر (ساکن اکوڑہ (۴) جناب محمد اجمل خٹک (ساکن اکوڑہ)

(۵) جناب عبدالوہاب شبنم مرحوم (ساکن جہانگیرہ)
(۶) جناب محمد نواز خٹک مرحوم (ساکن شیدو)
(۷) جناب فدا سرحدی
(۸) جناب عبدالکبیر مرحوم (ساکن اکوڑہ)
(۹) جناب عبدالجبار مضطر (ساکن اکوڑہ)
(۱۰) جناب قاضی عبدالسلام مرحوم (ساکن زیارت ثم نوشہرہ)
(۱۱) جناب تکریم الحق (رمغ لیونے، ساکن زیارت)
(۱۲) جناب رستم خان
(۱۳) جناب حسین شاہ
(۱۴) جناب سمندر خان سمندر مرحوم (ساکن بدرشی)
(۱۵) جناب قاضی عبدالودود اسیر (ساکن اکوڑہ ثم پشاور)
(۱۶) جناب مجیب الرحمٰن کسکر (ساکن اکوڑہ)
(۱۷) جناب شیر علی خان (ساکن نوشکی)
(۱۸) جناب قمر (ساکن لوند خوڑ)
(۱۹) جناب عبداللہ استاد مرحوم (ساکن نوشہرہ) کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں رات گئے محفل مشاعرہ جاری رہی۔

تیسری نشست تیسری نشست کا آغاز ۲۰/۵/۵۰ کو صبح تقریباً ۹ بجے ہوا۔ صدارت شیدو کے خانزادہ مولانا عبدالحق صاحب مرحوم فاضل امینیہ نے فرمائی۔ زروبی کے ممتاز عالم دین مہربانم محمد ابراہیم فانی کے والد ماجد صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے تلاوتِ کلام پاک سے تیسری نشست کا آغاز کیا۔

حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب، حضرت مولانا مصلح الدین صاحبؒ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا بہاء الحق قاسمی صاحب، حضرت مولانا نورالحسن بخاری صاحب، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی نے مختلف اسلامی موضوعات پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اس سال دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل ہونے والے ۲۴ طلباء کی دستار بندی ہوئی اور اسناد تقسیم کی گئیں۔ آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مہتمم ربانی دارالعلوم حقانیہ نے اکوڑہ خٹک کے سجادہ نشین الحاج سید محمد کرم شاہ صاحب (المعروف بہ بادشاہ گل صاحبؒ) سے دعا کی اپیل کی۔ دعا کے بعد یہ مبارک تقریب نماز ظہر سے کچھ پہلے اختتام پذیر ہوئی۔[1]

سفرِ حج

حضرت شیخؒ ۱۹۵۲ء میں فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے تشریف لے گئے۔

تقریبِ سنگِ بنیاد دارالعلوم حقانیہ

اس سے پیشتر کہ دارالعلوم حقانیہ کی موجودہ شاندار عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے۔ مناسب ہوگا کہ اس پیشگوئی کا ذکر کروں جو ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء کو حضرت شاہ اسماعیل شہید نے سکھوں کے خلاف معرکے کے موقع پر اس مقام پر کی تھی جہاں آج دارالعلوم قائم ہے۔ آپ نے مجاہدین سے فرمایا کہ یہاں سے اپنے خیمے اکھاڑ کر مشرق کی جانب نصب کرو۔ کیونکہ مجھے اس مقام کی مٹی سے علم کی خوشبو آرہی ہے۔"

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۴ء اتوار کے دن عیدگاہ اکوڑہ خٹک کے پاس جی ٹی روڈ کے شمالی کنارے پر ۱۲ کنال کے رقبے میں دارالعلوم حقانیہ کے لیے خصوصی عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں سنگ بنیاد کی تقریب بعد از نماز عصر ۵ بج کر ۳۵ منٹ پر منعقد ہوئی۔ اس مختصر مگر اہم ترین تقریب میں بانی و مہتمم دارالعلوم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ اس مبارک تقریب میں مجلس شوریٰ کے ارکان حافظ سید نور بادشاہ صاحب مرحوم، حاجی محمد یوسف، شیخ صدیقی صاحب مرحوم، حاجی امر اللہ صاحب مرحوم، حاجی رحمان الدین صاحب مرحوم، محمد حسین صابر مرحوم، حاجی غلام محمد صاحب مرحوم (ساکنان اکوڑہ خٹک)، رئیس اعظم اکوڑہ محمد اعظم خان خٹک مرحوم، شیخ میاں صاحب مرحوم، (ساکن چشمتی)، حاجی حبیب الرحمٰن صاحب (ساکن نوشہرہ)، حاجی شیر افضل خان صاحب مرحوم (بدرشی) اور علاقے کے دیگر معززین موجود تھے۔ صاحبانِ ثروت نے ۵ ہزار روپے فی کس چندہ دینے کا اعلان کیا جس سے دارالعلوم کے کمروں کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ (معلومات کی فراہمی میں قاضی علی اصغر صاحب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اکوڑہ خٹک کے جناب محمد زمان خان خٹک مرحوم، خان محمد اعظم خان مرحوم اور جناب محمد اسلم خان مرحوم کی جانب سے موقع پر ۵ ہزار روپے فی کس، خرچ کی ابتدائی رقم سے الگ الگ کمرے تعمیر کرنے کا اعلان کیا گیا۔

دارالحدیث یعنی ہال کی تعمیر بھی سردست شروع ہوئی۔ ہال کی لمبائی ۵۰ فٹ اور چوڑائی ۳۰ فٹ تجویز کی گئی۔ الحاج میر احمد گل صاحب (ساکن چشمتی) نے ہال کی تعمیر کا اعلان کیا جس اراضی میں دارالعلوم کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ کاغذاتِ مال کی رو سے اس کے مالکان اور حصہ داران میں

---

[1] اس اجتماع کی کارروائی کی اس مختصر روئیداد میں راقم الحروف نے جناب قاضی علی اصغر صاحب" کی غیر مطبوعہ یادداشتوں اور مشاہدوں پر مبنی کتاب یعدل اور بدل سے استفادہ کیا ہے

ملک محمد فرید خان، ملک محمد شریف خان، محمد اکبر، سید اکبر، پسران حنیف شاہ نعیم شاہ، حلیم شاہ، نورالبصر، خیرالبشر، شمس الرحمٰن پسران شمس القمر رحمت اللہ وغیرہم مولانا روح الامین، حضرت امین پسران سفید شاہ نمبر ۳۶۴، ۳۶۳ میں شامل تھے۔ ۱۷، ۱، ۵۳ کو ابتداءً ۹ کنال ۱۱ مرلے زمین خریدی گئی۔ ۲۰، ۹، ۵۴ کو انتقال اراضی ہوا۔ خان عبدالخالق خان سب جج نوشہرہ کی عدالت میں کچھ عرصہ مقدمہ بھی جاری رہا۔

۱۱، ۳، ۵۵ کو ڈگری کا فیصلہ ہوا۔ مالکان اراضی کو ۲۲۵۰/- روپے ادا کئے گئے، اگرچہ بقول حاجی عزیز اللہ (ساکن محلہ فرید خان) ان کے والد رحمۃ اللہ صاحب نے ۸ کنال زمین ابتداءً دارالعلوم کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ سنگِ بنیاد کی اس تقریب کے اعلان کے مطابق بعد ابتداء میں مندرجہ ذیل حضرات نے کمرے تعمیر کئے ہر کمرے پر اس کے بانی کا نام درج ہے۔

۱) شیخ محمد شفیع صاحب، لاہور
۲) ملک محمد شریف صاحب، پشاور
(۳) خانِ اعلیٰ محمد زمان خان خٹک، اکوڑہ
(۴) الحاج شیر افضل خان صاحب، بدرشی
(۵) الحاج محمد اعظم خان صاحب، اکوڑہ
(۶) محمد اسلم خان صاحب، آدم زئی
(۷) الحاج غلام سرور خان صاحب، بدرشی
(۸) میاں رسول شاہ صاحب، تربالو
(۹) الحاج میاں محمد اکرم شاہ صاحب، زیارت کاکا صاحب
(۱۰) الحاج میر احمد گل صاحب، چشمئی (دارالحدیث تعمیر کیا)
(۱۱) الحاج محمد اعظم خان خٹک نے سٹور کے علاوہ کمرہ ۲۱ بھی تعمیر کیا۔
(۱۲) شیر بہادر خان نرگس ہاؤس پشاور
(۱۳) میر حسن خان صاحب، مانکی شریف
(۱۴) الحاج میاں کرم الٰہی صاحب، پشاور
(۱۵) الحاج حبیب الرحمٰن صاحب، نوشہرہ
(۱۶) پریمیر شوگر ملز مردان
(۱۷) فرنٹیئر شوگر ملز تخت بھائی کے انتظامیہ نے بھی دو کمرے تعمیر کئے

دارالعلوم حقانیہ کے شاندار ہال کی تعمیر ماہرِ فن تعمیر فضل رحیم بن زینور شاہ (محلہ عادل ذات اکوڑہ) کے دستِ فنکارانہ سے ہوئی۔

جامع مسجد حقانیہ کی تقریب سنگِ بنیاد

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ کو دارالعلوم حقانیہ کے احاطے میں مغرب کی جانب ۳ کنال کے رقبے میں جامع مسجد حقانیہ کی تعمیر کے سلسلے میں سنگِ بنیاد رکھنے کی مبارک تقریب منعقد ہوئی۔ سنگِ بنیاد شیخ الحدیثؒ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ تجویز کیا گیا کہ مسجد کے ہال کی لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہوگی دیواروں کی تعمیر میں ۱۲ ہزار خشت استعمال کی گئی۔

۷ جولائی ۱۹۶۰ء کو صبح ۸ بجے سے رات ۱۲ بجے تک مسجد کی چھت پر لنٹر ڈالا گیا۔ کنکریٹ کی پہلی بالٹی شیخ الحدیثؒ نے اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر ڈالی۔ چھت پر ۳۵۰ بوری سیمنٹ صرف ہوا۔ مستری عزیز الدین مہاجر (المتوفی ۱۹۷۶ء) تعمیر کے کام کے نگران تھے کوہاٹ کے ایک ماہر مستری عبدالرشید مرحوم نے اپنے چار بیٹوں کے تعاون سے تعمیر کا کام چار سال میں مکمل کیا۔ مسجد کے لیے ۵ دختران سعید خان نے اپنے حصے کی زمین وقف کر رکھی تھی۔ زمین کا خسرہ نمبر ۳۶۱ تھا[1]

دارالحفظ والتجوید

۱۴۰۱ھ میں حضرت شیخؒ کی ایک بڑی آرزو دارالعلوم کے اس اہم شعبے کے قیام سے پوری ہوئی۔ اس کی اوّل منزل خوبصورت عمارت کی شکل میں ۱۴۰۱ھ میں اور دوسری منزل ۱۴۰۶ھ میں تعمیر ہوئی اس وقت اس میں ڈھائی سو کم سن بچے (۵ سال کی عمر سے ۱۲ سال کی عمر تک) حفظ القرآن میں مصروف ہیں۔ اب تک سینکڑوں بچے یہاں سے حفظ القرآن کے بعد فارغ ہو چکے ہیں۔ حفظ کے ساتھ ساتھ یہاں تجوید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ دور دور علاقوں کے بچے یہاں حفظ القرآن کے لیے آتے ہیں جن کے قیام وطعام کا بندوبست دارالعلوم حقانیہ کے ذمے ہیں۔ اب تقریباً ۳۰ بچے اکوڑہ خٹک کے یہاں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اس وقت اساتذہ کی تعداد ۶ ہے۔ مولانا حافظ شوکت علی صاحب اس کے نگران ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ ۱۹۹۲ء میں

راقم الحروف نے جہاں دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے بارے میں قارئین کرام کی خدمت میں مختصر طور پر معلومات فراہم کرنے کی سعی ناتمام کی ہے۔ وہاں مناسب ہوتا ہے کہ اس کے موجودہ دور کا بھی سرسری خاکہ پیش کیا جاتے تاکہ قارئین کرام اس دینی درسگاہ کی تیز رفتار ترقی کا اندازہ لگا سکیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں ۱۳۶۶ھ تا ۱۴۱۲ھ تک تمام تفصیلات انشاء اللہ تاریخ اکوڑہ

---

[1] معلومات کی فراہمی میں قاضی علی اصغر صاحب کی تحریری یادداشتوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

موجودہ اساتذہ کرام

(۱) مولانا مفتی محمد فرید صاحب۔
(۲) مولانا سمیع الحق صاحب۔
(۳) مولانا مغفور اللہ صاحب
(۴) مولانا فضل الٰہی صاحب
(۵) مولانا عبدالحلیم صاحب
(۶) مولانا حافظ انوار الحق صاحب
(۷) مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب
(۸) مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی صاحب
(۹) مولانا مفتی سیف اللہ صاحب
(۱۰) مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب
(۱۱) مولانا مفتی رشید احمد صاحب
(۱۲) مولانا حافظ شوکت علی صاحب
(۱۳) مولانا سراج الدین صاحب
(۱۴) مولانا یوسف شاہ صاحب
(۱۵) مولانا حامد الحق صاحب

یاد رہے کہ ۱۳۶۶ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ اس نئی درسگاہ کے واحد مدرّس تھے۔ ۱۳۶۷ھ میں اساتذہ کی تعداد پانچ ہوئی۔

اساتذہ حفظ وتجوید۔ مولانا شوکت علی جو درس نظامی کی بعض کتب بھی پڑھاتے ہیں سیریل ۱۲ پر درج ہیں۔

(۱۶)۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب
(۱۷) حافظ محمد رمضان صاحب
(۱۸) حافظ عبدالرحمٰن صاحب
(۱۹) حافظ ذاکر اللہ صاحب
(۲۰) حافظ سراج الدین صاحب
(۲۱) حافظ حمید الحق صاحب

مدرسہ تعلیم القرآن کے اساتذہ کرام کی تعداد ۱۳ ہے۔ جناب عبدالرحمٰن صاحب سکول کے پرنسپل ہیں۔ طلباء کی موجودہ تعداد درس نظامی کے مختلف درجوں میں اس وقت ۸۱۶ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

حفظ وتجوید میں ۲۵۰ طلبہ اور مدرسہ تعلیم القرآن میں ۱۰۰۰ طلباء داخل ہیں۔ کل طلباء ۲۰۶۶ جب کہ اس دینی درسگاہ کی ابتداء میں کل ۸ طلباء داخل تھے۔

اخراجات کا اندازہ اس سے لگا لیجئے کہ ۶۸/۱۳۶۷ھ میں دارالعلوم حقانیہ کے کل اخراجات ۳۰۔ ۲۰،۹۴۵ روپے تھے۔ ۱۴۱۱ھ میں یہ اخراجات ۰/ ۰،۰۵ ،۰۶، ۲۲ روپے تھے۔

بقیہ صفحہ ۴۶۳ سے : "دارالعلوم حقانیہ کا تاریخی جائزہ"

ایک شاندار مذہبی ادارے کی شکل میں کام شروع کیا۔ یہاں ان طلبہ کی خدمات سے بھی چشم پوشی نہیں کی جا سکتی جو دارالعلوم کے سب سے اوّلین شاگرد تھے اور دارالعلوم کے قیام میں ان کی تحریکیں، تجویزیں اور قربانیاں مقامی لوگوں سے کسی طرح کم نہیں بلکہ انہیں کی سرگرمی نے جوش کی شکل اختیار کر کے کارکنانِ انجمن کو جلد از جلد عملی قدم اٹھانے پر مجبور کیا۔

پاکستان بھر میں مقبولیت

اور یہی نہیں بلکہ مسلمانانِ پاکستان نے دارالعلوم حقانیہ کے قیام کے اعلان کا نہایت خلوص سے استقبال کیا۔ جہاں تک اور جن اصحاب کے ساتھ دارالعلوم کا صحیح تعارف ہو سکا کسی نے بھی ایثار سے روگردانی نہیں کی۔ اور نہ صرف اہالیان سرحد بلکہ پشاور سے لے کر کراچی اور واہگہ سے لے کر بلوچستان تک کے تمام پاکستانی مسلمانوں نے بلا کسی تعمیم وتخصیص کے دارالعلوم حقانیہ کی مالی جانی خدمتیں کیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج دارالعلوم حقانیہ اپنے قیام کے چھ[۶] سال میں اس قابل ہو گیا ہے کہ تعداد طلبہ ضابطہ تعلیم اور سلسلہ امتحانات کی باقاعدگی کے لحاظ سے پاکستان بھر میں اوّل درجے کی مذہبی درسگاہ ہے اور میں دارالعلوم حقانیہ کے ایک خادم کی حیثیت سے آج نہایت فخر کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کی چھ سال کی کارکردگی کے نقشے اس مضمون کے ساتھ صرف اس لیے پیش کرتا ہوں تا کہ اہل خیر اور معاونین حضرات کو اپنی قربانیوں اور ایثار کے متعلق مناسب تسلی اور تشفی ہو سکے۔

علماء اور طلباء کی نظروں میں

دارالعلوم کے قیام کے ساتھ ہی اسے علمی حلقوں اور درس وتدریس کے شائقین نے بھی مذہبی تعلیمات کا ایک قابل اعتماد مرکز تسلیم کر کے ادھر توجہ دی۔ علم دین کے پروانے یعنی طالب علم جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں